© rasailojaraid.com

غزل

جناب شمیم عثمانی

کہاں ہے آج بلاخیزیِ جنوں باقی
روایتوں سے ہے اک ربطِ پُرفسوں باقی

ہم اپنے ماضی کا سایہ بھی اب نہیں شاید
مگر زمانہ کو شکوہ کہ ہم ہیں کیوں باقی

ابھی نگاہِ ستم کو عزیز ہیں ہم لوگ
ابھی ہے پیرہنِ جاں میں بوئے خوں باقی

یہ فکر و فن کے نگہباں متاعِ غم کے امیں
ہیں اک شکستہ عمارت کے کچھ ستوں باقی

کہاں کی بادہ کشی لطفِ عامِ ساقی کیا
بنامِ ظرف ہے اک جامِ واژگوں باقی

حیات آج انھیں آئینہ دکھاتی ہے
نہ جن کے چہرے سلامت نہ اندروں باقی

عذابِ ہجر بھی دیکھا نشاطِ قرب کے بعد
سہارا شوخ مزاجی ہے جوں کی توں باقی

شراب ہے کہ لہو بھید کچھ نہیں کھلتا
ہر ایک شیشے میں ہے آبِ لالہ گوں باقی

اسی کا نام فنا ہے تو پھر بقا کیا ہے
کہ آج تک ہے یہ دنیائے کاف و نوں باقی

شمیم تیرے جنوں کی بھی حد نہیں کوئی
خرد کے دور میں اور دولتِ سکوں باقی

© rasailojaraid.com